www.emarsiya.com

ذائقۃ الموت

فی الارض خلافت ہوئی چاہت جو خدا کی

انتساب

میں اپنی یہ کوشش اپنے والد سید سردار حسین ابن سید محمد حسین مرحوم سے منسوب کرتا ہوں۔

آثر سلطانپوری

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

جناب حجتہ السلام پروفیسر منظور حسین قبلہ ذاکر و پیش امام مسجد حسینی مشن کا تبصرہ

میرے سامنے جناب سید ابرار حسین آثر سلطانپوری کا مرثیہ ذائقۃ الموت مختصر تبصرے کے لئے موجود ہے۔ مرثیہ جناب قاسم ابن حسنؑ کے حال میں ہے۔ ایک فصاحت و بلاغت کا بحر ذخار...... اس چھوٹے سے مضمون میں اسکا خاکہ کھینچنا ہی گویا سمندر کو کوزہ میں بند کرنا ہے نہ کہ خوبیوں پر تبصرہ...... مرثیہ فی الارض خلافت ہوئی چاہت جو خدا کی۔ سے شروع ہوا...... تا عرش گیا احسنِ تقویم کا پایا فرشتوں کا سجدہ۔ ابلیس کا تکبّر۔ آتش کی خودی خاک سے کیا خاک دبے گی۔ کہہ کر سید ھی جو خدا کی تھی اسی راہ پہ بیٹھا۔ آدم سے چلی پھیل گئی نسل خدا داد۔ ہر قلب کا ساغر مئے عرفاں سے بھرا تھا۔ سب عدل و مساوات کے سانچے میں ڈھلے تھے۔ تکبیر سے ہر صبح و مسا گونج رہی تھی۔ وزن اپنی بڑائی کا خدا تول رہا تھا۔ نفس کیا ہے۔ خواہش کیا ہے۔ حد ہے کہ سگا بھائی سگے بھائی کا قاتل۔ احداث بہ ہر ضرب نفس نفس پہ چھائے اور فطرت یہیں فاسق کی الجھتی ہے ولی سے بیعت کی طلب اور حسینؑ ابن علیؑ سے اوپر میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ جستہ جستہ مصرعے آپ کے سامنے رکھتا آیا ہوں کہ کیا حضرؑ کی ے جام شہادت سے ہے شیریں...... کا جواب دیتے ہوئے آپ بھی محسوس کریں کہ ذائقۃ الموت میں کتنی مٹھاس ہے اور کس خوبصورتی سے پتھر بھی موتیوں سے ہم ترتیل کر دئے گئے ہیں۔ جیسے سہرے کی لڑی میں پھول ایسے میں کیا تبصرہ کروں جو آپ کی رائے وہی میرا تبصرہ۔ البتہ اس سلسلے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ صحت روایات کا التزام خواہ نثر ہو یا نظم بہت اہم ہے کیونکہ اس طرح تاریخ مسخ نہیں ہوتی اور تاریخ کے آئینے میں زندگی کا لائحہ عمل مرتب کرنے والوں پر یہ التزام ایک احسان عظیم بھی ہے اور عقیدے کی اصلاح کے لئے ممد و معاون بھی۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ مبالغہ شاعری کی جان ہوا کرتا ہے۔ مگر صحت روایات کے لئے یہی سمِ قاتل بھی ہے۔ چنانچہ آجکل کے مرثیہ نگاروں کو اکثر سننے کا اتفاق ہوتا ہے تو ان میں بھی یہ فن عام ہے۔ اس نظریے سے میں نے پورا مرثیہ اپنے علم کے مطابق جانچا پرکھا مگر کہیں مبالغے کا شائبہ بھی نہیں پایا۔ قرآنی آیتیں، احادیث روایات سب اپنے اپنے ماخذ کے مطابق حقیقت پر مبنی ہیں۔ موصوف نے حتی المقدور اس بات کا خاص خیال رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

الاحقر منظور حسین
پروفیسر شعبہ اسلامیات سپریئر سائنس کالج
شاہ فیصل کالونی کراچی

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذائقۃُ الموت

(۱)

نقّاش نے اک نقش کی مٹی پہ بنا کی فی الارض خلافت ہوئی چاہت جو خدا کی
نور آیا ملی روح بنا آدمِ خاکی جولانیاں دیں آگ کی پانی کی ہوا کی

قُدسی نے شرف سجدۂ تعظیم کا پایا
تا عرش گیا احسنِ تقویم کا پایا

(۲)

اک جن بھی مگر بزم ملائک میں گھُسا تھا گو سجدۂ تعظیم فرشتوں نے کیا تھا
گوشے میں کھڑا بول بڑے بول رہا تھا تھا عقل کا کوتاہ وہ ساجد تو بڑا تھا

آتش کی خودی خاک سے کیا خاک دبے گی
پستی کو بلندی کبھی سجدہ نہ کرے گی

(۳)

ابلیس تکبّرُ سے مگر ہو گیا گمراہ آدم تو فقط قبلہ تھے مسجود تھا اللہ
نکلا تو بنی آدم و آدمؑ کا تھا بدخواہ کافر ہوا منکر تو ہوا راندۂ درگاہ

خود خواہ لئے نقد خودی راہ پہ بیٹھا
سیدھی جو خدا کی تھی اسی راہ پہ بیٹھا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴)

آدمؑ رہے جنّت میں لبِ کوثر و تسنیم   الہام ہوئی خشک و ترِ ارض کی تعلیم
گردان کے ہر مسئلۂ حلّت و تحریم   جنّت سے سوئے ارض چلا احسنِ تقویم
مردہ تھی زمیں شمع بکف زندگی آئی
ذرّات میں خورشید کی تابندگی آئی

(۵)

آدمؑ سے چلی پھیل گئی نسل خداداد   حاجات کے دامن پہ کھلا گلشنِ ایجاد
ویرانۂ عالم بہ ریاضت ہُوا آباد   بنجر میں صنوبر کہیں جھومے کہیں شمشاد
اٹھکھیلیاں کرنے لگے شاخوں پہ پرندے
میداں میں چرندے تھے درختوں پہ پرندے

(۶)

احسان فراموش نہ تھی مادرِ گیتی   انسان کو محنت کی جزا کیسے نہ دیتی
ذروں پہ پڑی دھوپ سنہری ہوئی ریتی   پانی جو چڑھا خاک پہ کُندن ہوئی کھیتی
سرسبز زراعت میں سماں گل کا ثمر کا
مہکی جو فضا جھوم اُٹھا ذوق بشر کا

(۷)

ہر قلب کا ساغر مئے عرفاں سے بھرا تھا   ہر فرد کا کردار مُصفّا تھا کھرا تھا
پوشش میں عمل کی نہ کہیں جھول ذرا تھا   اخلاص، محبت کی ترازو میں دھرا تھا
سب پیار سے آغوش میں فطرت کی پلے تھے
سب عدل و مساوات کے سانچے میں ڈھلے تھے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۸)

غنچوں کے چٹکنے کی صدا گونج رہی تھی   سانسوں کے ترنم سے ہوا گونج رہی تھی
وحدت کے ترانوں سے فضا گونج رہی تھی   تکبیر سے ہر صبح ومسا گونج رہی تھی
کس عجز سے انساں کا عمل بول رہا تھا
وزن اپنی بڑائی کا خدا تول رہا تھا

(۹)

آدمؑ کا چمن دیکھ کے یوں پھولتا پھلتا   ابلیس حسد سے کبھی کڑھتا کبھی جلتا
گرگٹ کی طرح آٹھ پہر رنگ بدلتا   لاحول کے تیروں پہ مگر زور نہ چلتا
ہر چند کہ گھر وردِ اعوذی کا نہ ٹوٹا
ضدی تھا مگر زعم بھی موذی کا نہ ٹوٹا

(۱۰)

یہ جسم کی دنیا کہ جہاں دل کی ہے شاہی   حاصل ہے اسے روح کی بھی پُشت پناہی
کرتا ہے دماغ آٹھ پہر مہر نگاہی   ظلمت میں کہیں راہ نہ بھٹکے کوئی راہی
ہے نفس کہ خوبی کا طلبگار ہو انساں
بازار میں یوسفؑ کا خریدار ہو انساں

(۱۱)

یہ نفس عجب چیز ہے کیا کہئے کہ کیا ہے   ارمان ہے حسرت ہے تمنا ہے دعا ہے
خواہش کی قلمرو کا امیر الامرا ہے   دو لفظوں میں جی چاہنا کہئے تو بجا ہے
ہو عقل کا تابع تو عقیقِ یمنی ہے
خواہش کا ہو محکوم تو ہیرے کی کنی ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۱۲)

خواہش سببِ رزم بھی ہے بزمِ طرب بھی   یہ روشنیٔ شمع بھی تاریکیٔ شب بھی
یہ حسن کی چاہت بھی امارت کی طلب بھی   یہ مجمعِ رشک و طمع و قہر و غضب بھی
یہ مجمعِ وسواس ہے شیطان کا مقصود
اے نفس ترے پاس ہے شیطان کا مقصود

(۱۳)

اک روز جو شیطان اُدھر سے ادھر آیا   دکھلائی دیا دور سے اک نفس کا سایا
تنہائی میں سویا ہوا قابیل کو پایا   خنّاس نے وسواس کے فتنے کو جگایا
وسواس کی چوٹی پہ چڑھی بیل حسد کی
انسانوں میں بنیاد پڑی قتلِ عمد کی

(۱۴)

قابیل پہ شیطان کا یوں سحر تھا کامل   حد ہے کہ سگا بھائی سگے بھائی کا قاتل
سب حق ہے جو اٹھ جائے تمیزِ حق و باطل   ماحول میں تخریب کی آساں ہوئی منزل
احداث بہ ہر ضربِ نفس، نفس پہ چھائے
بغض و حسد و حرص و ہوس نفس پہ چھائے

(۱۵)

انسان کہ ہے قیمتی سرمایۂ ہستی   اندھیر ہے رفعت کا مقدر ہوئی پستی
ہر نفس کا کردار بنا عشرت و مستی   خود پروری و خود غرضی ذات پرستی
اعلیٰ کی طرف جائے وہ انسان کہاں سے
اک ترک پہ اولیٰ کے جو نکلا ہو جناں سے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۱۶)

وہ روز کہ جب قتل ہوئے حضرتِ ہابیل   گمراہیٔ انساں کا وہ پہلا جرِ میل
اس دن سے چلی چپقلشِ فیل وابابیل   ڈھلنے لگے انسان کے پیکر میں عزازیل
اب آج کے دن پیروِ قابیل بہت ہیں
انسان کی قلت ہے عزازیل بہت ہیں

(۱۷)

جس سمت بھی دیکھا کوئی بسمل نظر آیا   بدلا سا جہادِ حق و باطل نظر آیا
کافر نہ مسلماں کے مقابل نظر آیا   بھائی تھا وہ بھائی کا جو قاتل نظر آیا
قاتل نہ کہو یہ تو ہے آبائی مجاہد
وہ بھائی شہیدوں میں ہے یہ بھائی مجاہد

(۱۸)

جس قوم میں، حِس حُسن شناسی کی ہو معدوم   وہ قوم تمیزِ حق و ناحق سے ہے محروم
پھر دونوں معظّم ہیں وہ ظالم ہو کہ مظلوم   معصوم بھی معصوم خطاکار بھی معصوم
فطرت یہیں فاسق کی الجھتی ہے ولی سے
بیعت کی طلب اور حسینؑ ابنِ علیؑ سے

(۱۹)

ایمان سے کچھ کیجئے انصاف خدارا   فاسق تھا کہ معصوم یزیدِ ستم آرا
سیرت کی طرف کیا ہے مورّخ کا اشارا   کیا اس کے عمل نے رخِ اسلام سنوارا
آئینِ شریعت تو مٹایا نہیں اس نے
منکر کو تو معروف بنایا نہیں اس نے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۲۰)

کیا اس کے چلن میں امویت تو نہیں تھی   کفار سے کیا اس کو محبت تو نہیں تھی
کیا وحیِ الٰہی سے بغاوت تو نہیں تھی   کیا خار محمدؐ کی نبوت تو نہیں تھی
شیطاں کی ہوا خواہ حکومت تو نہیں تھی
آدمؑ سے طبیعت میں خصومت تو نہیں تھی

(۲۱)

سیرت کو کھنگالو تو یہی وصف ملیں گے   تاریخ میں ڈھونڈو تو یہی وصف ملیں گے
کردار میں جھانکو تو یہی وصف ملیں گے   اطوار کو دیکھو تو یہی وصف ملیں گے
اس تیرگیٔ شام کی بیعت کرے شبیرؑ
کیا باغیٔ اسلام کی بیعت کرے شبیرؑ

(۲۲)

اُن چرب زبانوں کی یہ ہے چرب دماغی   کچھ فطرتیں منجملۂ انسان ہیں زاغی
فرزند پیمبر ہی خلافت کے تھے باغی   کہتے ہیں کہ پوتا تو صخر کا نہ تھا داغی
کر لیتے وہ بیعت جو یزیدِ اموی کی
دنیا ہی میں جنت تھی حسینؑ ابن علیؑ کی

(۲۳)

شبیرؑ تو خود سید و سردار جناں ہے   واعظ تجھے کس کے لئے جنت کا یہ دھیاں ہے
شبیرؑ عیاں ذات محمدؐ کی نہاں ہے   شبیرؑ محمدؐ سے عیاں را چہ بیاں ہے
امّت کی نبوّت سے یہ بیعت طلبی ہے
شبیرؑ کے پردے میں رسولِ عربی ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۲۴)

کیا دوست نما پاک ضمیری کے ہیں دشمن   اخلاق کا بہروپ ہے اخلاق کا مدفن
چہرہ ہے تمدن کا ریا کا رخِ روشن   پیراہن تہذیب میں چولی ہے نہ دامن
اخلاص کو روحِ عملی دی نہیں جاتی
کردارِ خبیثہ کی پلیدی نہیں جاتی

(۲۵)

اخلاص کی منزل ہے کہاں بارِ الٰہا   میدانِ مشیت کہ نہیں جس میں دوراہا
اس طرح جسے دہر کے سورے نے سراہا   بس تونے جو چاہا وہی شبیرؑ نے چاہا
اب تُو ہی بتا تُو ہی بتا کیا کرے شبیرؑ
کیا بیعتِ فاسق کا تہیہ کرے شبیرؑ

(۲۶)

آفاق میں گل خار کی بیعت نہیں کرتا   خورشید شبِ تار کی بیعت نہیں کرتا
دیندار غلط کار کی بیعت نہیں کرتا   معصوم گنہگار کی بیعت نہیں کرتا
اِلحاد مشیئت پہ مقدم نہیں ہوگا
کٹ جائے گا شبیرؑ کا سر خم نہیں ہوگا

(۲۷)

وہ نفس کا بندہ وہ طبیعت کا ہیولیٰ   جو مہد سے خود خواہ تمناؤں میں جھولا
رد ہوگئی خواہش تو ہُوا آگ بگولا   بس اپنی انا یاد رہی موت کو بھولا
ہر چند کہ مرتے ہوئے انسانوں کو دیکھا
نخوت سے فلک چومتے ایوانوں کو دیکھا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۲۸)

چھپ رہنے کو فولاد کے ایوان بنالے ممکن نہیں انسان مفر موت سے پالے
دن رات یہی دیکھتے ہیں دیکھنے والے آتا ہے لکھا وقت تو ٹلتا نہیں ٹالے
دل چاہا کرے لاکھ نہ آئیں ملکُ الموت
ہر نفس کو چکھنا ہے مگر ذائقۃُ الموت

(۲۹)

جینے کے مزے لیتا رہا عمر بھر انساں جب آئی گھڑی موت کو چکھنے کی چلی جاں
جس مر گئی کیا رہ گیا ادراک کا ساماں کھلتا نہ کبھی ذائقۃ الموت کا عنواں
اک موت کا ہمراز جو یہ راز نہ دیتا
گر اس کا نشاں قاسمؑ جانباز نہ دیتا

(۳۰)

فرمایا اجل زیست کی نعمت سے ہے شیریں مرنے کا مزہ جینے کی لذت سے ہے شیریں
کیا آبِ بقا وصل کے شربت سے ہے شیریں کیا خضرؑ کی مے جام شہادت سے ہے شیریں
یہ جام نگاہوں سے جو محبوب پلا دے
خنجر کے تلے سجدۂ معبود مزہ دے

(۳۱)

ہاں جوشِ ولا اور پلا بادۂ قاسمؑ تخئیل ہے گرویدۂ و دلدادۂ قاسمؑ
خلقِ حسنی سیرتِ شہزادۂ قاسمؑ رفتارِ حسینی کی ادا جادۂ قاسمؑ
جس سمت چلے ساتھ اٹھے ساتھ چلے ہیں
اکبرؑ کی طرح صحنِ امامت میں پلے ہیں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۳۲)

ممتا نے بنایا ہے عجب شان کا دولہا کنگنا ہے کلائی میں بندھا نادِ علیؑ کا
بازو پہ ضمانت کی دعا جوشنِ کبریٰ گردن میں دمکتا ہوا والنجم کا گجرا
ماتھے پہ چمکتا ہُوا اسرار کا سہرا
والشمس کی کرنیں ہیں کہ انوار کا سہرا

(۳۳)

شیریں سخنی جس سے ہوں دو دل شکر و شیر شفقت نگہی شر کے گلے خیر کی زنجیر
ہمدم قدمی حق سے مساوات بغلگیر اوصافِ حمیدہ ہیں کہ قرآن کی تفسیر
پاکیزگیٔ نفس کی تصویر ڈھلی ہے
اخلاقِ محمدؐ ہے تو اخلاصِ علیؑ ہے

(۳۴)

جب بزم میں ہوں بڑھتی رہے بزم کی رونق جب رزم میں ہوں لا کے رہیں حق کی جگہ حق
خود تو نہ لڑا طفل سمجھ کر انہیں ازرق بیٹوں کو عبث ہاتھ سے کھویا کیا احمق
کل چار تھے رستہ لیا چاروں نے سقر کا
بے نسل ہوا سگ تو رہا گھاٹ نہ گھر کا

(۳۵)

ابتر کو نمائندۂ کوثر یہ پکارا بیٹے جو ترا فخر تھے ہم نے انہیں مارا
ان میں سے نہ تھا کوئی بھی شاید تجھے پیارا پیارا تھا تو کیوں ہے عوضِ خوں سے کنارا
بدلہ تو لے اوگرگِ جہاں گرد نکل بھی
میں طفل وہی تو بھی وہی مرد نکل بھی

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۳۶)

اندوہ سے ازرق تھا اُدھر گور کنارے   میداں میں پڑے تھے جگر و قلب کے پارے
اندھیر تھا دل، دن کو نظر آتے تھے تارے   پیروں کو پٹکتا تھا مگر طیش کے مارے
قاسم نے کھری بات کا تڑکا دیا اس کو
للکار کے کچھ اور بھی بھڑکا دیا اس کو

(۳۷)

صف سے صفتِ فیل وہ چنگھاڑ کے نکلا   یا گور سے بہرام کفن پھاڑ کے نکلا
جن دامن کہسار کو الجھاڑ کے نکلا   اژدر کی طرح منہ سے شرر جھاڑ کے نکلا
پھنکارا کہاں ہے وہ جوانمرد کہاں ہے
بچوں کا مرے قاتلِ بیدرد کہاں ہے

(۳۸)

فرمایا کہ کیا آنکھ کا اندھا ہے ادھر دیکھ   تو کس کو جوانمرد یہ سمجھا ہے ادھر دیکھ
قاتل ترے بیٹوں کا یہ بچہ ہے ادھر دیکھ   بچے کی زرہ بھی یہی کرتا ہے ادھر دیکھ
فرزند ترے خاک پہ موجود یہاں ہیں
آدیکھ تو بچے ہیں کہ بھرپور جواں ہیں

(۳۹)

بیدرد ہے تو طفل سے لڑنے کو چلا ہے   ہاں ہم نے جوانوں کو ترے قتل کیا ہے
تجھ کو بھی سمجھ لیتے ہیں تو مال ہی کیا ہے   آبڑھ تو سہی دور سے کیا گھور رہا ہے
دشمن سے دمِ حرب مروت نہیں کرتے
کر وار کہ ہم جنگ میں سبقت نہیں کرتے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴۰)

ہاتھوں میں سنبھالے ہوئے بھالا وہ بلا کا تیزی سے بڑھا جیسے ہو طوفان ہوا کا
وہ وار دو ٹوک اور وہ میداں میں کڑاکا سب سمجھے کڑاکا ہے یہ قاسمؑ کی قضا کا
قاسمؑ کو جو دیکھا تو وہیں جم کے کھڑے تھے
گھوڑے کے قریں بھالے کے دوٹوک پڑے تھے

(۴۱)

خفت یہ ہوئی شکل کی لالی ہوئی کالی دو ٹانک کی ہاتھوں میں کماں اس نے سنبھالی
کی تیروں کی بارش کئی ترکش کئے خالی گُگلی کی ادا چال میں ہر تیر کی ڈھالی
ہر چند کہ قاسم کے چپ و راس پھرے تیر
کیا چال تھی تلوار کی کٹ کٹ کے گرے تیر

(۴۲)

جُھنجلا کے کماں پھینکی لیا ڈاب سے نیزہ تاکا کبھی سینے کو جبیں کو کبھی تاکا
چمکا کے انی ڈھب کا کوئی بند بھی باندھا آندھی کی طرح قاسمِ ذیجاہ پہ جھپٹا
قاسمؑ نے جھکائی دی لعیں کھا گیا جھونکا
تقدیر میں بوسہ بھی تھا گھوڑے کے سموں کا

(۴۳)

جوڑ اُکھڑے کھنچے بند تو تیورا گیا ناری پلٹا تھا کہ تازی نے جھڑپ گھوڑے کو ماری
نیزہ کا کھلا سر تو چلی سن سے کٹاری ہوش اڑ گئے دل ہل گیا دہشت ہوئی طاری
پیچھے ہو اجل، موت ہو آگے تو کدھر جائے
ٹھہرے تو کہاں ٹھہرے جو بھاگے تو کدھر جائے

Scanned with CamScanner

(۴۴)

قاسمؑ نے کہا غم نہ کر اے شام کے نامی نامی سے بھی تدبیر میں رہ جاتی ہے خامی
یہ فوج نہ دیکھے تجھے دیتی ہے سلامی ماتھے سے عرق پونچھ بھی اے ازرقِ شامی
کس کام کی ہے سانس اگر آس نہیں ہے
تلوار لے حربہ جو کوئی پاس نہیں ہے

(۴۵)

گفتار نے قاسمؑ کی دیا اس کو سنبھالا دم سادھ کے تلوار کو کاٹھی سے نکالا
وہ ڈھال اٹھائی کہ چھپا دن کا اجالا غازی نے اِدھر کاوے پہ رہوار کو ڈالا
گلگشت پہ قاسمؑ تھے فضا جھوم رہی تھی
ازرق تھا کہ محور پہ زمیں گھوم رہی تھی

(۴۶)

کرتا رہا گوں دیکھ کے وہ وار برابر شانے پہ کبھی سر پہ کبھی، گاہ کمر پر
بچتا تھا اصولِ دفع و رد سے دلاور الجھن تھی کہ اُس دیو پہ حملہ ہو تو کیونکر
چوٹی تھی ہمالہ کی قد آور کی بلندی
شمشیر کی زد سے تھی پرے سر کی بلندی

(۴۷)

تا دیر یہ تھی فکر کہ خم ہو کہیں گمراہ انجام سے جھکنے کے مگر وہ بھی تھا آگاہ
قاسمؑ کہ تھے ضرغامِ نیستان ید اللہ اک جست میں گھوڑے پہ کھڑے ہوگئے ناگاہ
جھپکی نہ پلک فرق سے اونچی ہوئی تلوار
کانپا تنِ مرحب کہ اٹھی حیدری تلوار

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴۸)

بجلی سی چمکتی ہوئی بالائے سر آئی   شق کاسۂ سر کر گئی گردن میں در آئی
سیڑھی تھی وہیں ریڑھ کی نیچے اتر آئی   دو صدر وشکم کرتی ہوئی تا کمر آئی
کیا جسم سے تلوار نے انصاف کیا تھا
گھوڑے کے اِدھر نصف اُدھر نصف پڑا تھا

(۴۹)

گونجا تھا زمیں تا بفلک نعرۂ حیدرؑ   آواز دی او سعد کے فرزند ستمگر
بھیج اور مبارز، کوئی مرحب کوئی عنتر   ثابت ہوا ازرق تو بیک تیغ دو پیکر
مرحب کا سراپا یونہی چیرا تھا علیؑ نے
اژدر کو سموچا یونہی چیرا تھا علیؑ نے

(۵۰)

روشن ہے کہ ہم حیدرؑ کرار کی جاں ہیں   کیا غم ہے جو دو روز سے ہم تشنہ دہاں ہیں
شبیرؑ کے ہمراہ جوانانِ جناں ہیں   وہ طفل ہوں یا پیر ہوں ہر سِن میں جواں ہیں
لب تشنہ سے سہمے یہ شکم سیر کھڑے ہیں
اور پیٹ پہ ہم باندھ کے پتھر بھی لڑے ہیں

(۵۱)

قاسمؑ ہوں میں فرزند حسنؑ دلبر شبرؑ   شبرؑ کہ تھے اسلام کے خورشید منور
زہراؑ کی زباں احمدؐ مختار کے تیور   ہم زاد شجاعت اسدِ بیشۂ حیدرؑ
کی صلح کہ امت کی حفاظت کے ولی تھے
لڑتے تو حسنؑ اپنے زمانے کے علیؑ تھے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۵۲)

اور آج بھی امت کی حفاظت کی ہے تدبیر   بتلاؤ وگرنہ کوئی شبیرؑ کی تقصیر
امّت کو دعا دیتے ہیں کھا کر تبر و تیر   حاشا نہ سمجھیو کہیں، کمزور ہیں شبیرؑ
خاموش بمنشائے خدائے ازلی ہیں
اس عہد کے ورنہ یہی شبیرؑ علیؑ ہیں

(۵۳)

جاری تھا رجز فوج میں حرکت ہوئی اکبار   تنہا پہ چڑھائی کو بڑھا لشکر جرّار
شورِ دف و قرنا سے لرزنے لگے کہسار   قاسمؑ نے ڈپٹ کر کہا ہم آئے خبردار
کی تیغ علم ٹوٹ پڑے لشکرِ کیں پر
لہرائی ہوئی برق گری فوجِ لعیں پر

(۵۴)

شمشیر مہِ نو ہے فرس ماہیٔ پردار   یہ برق شرربار ہے وہ صاعقہ کردار
یہ شوخ وہ منہ زور ہے، یہ تیز وہ طرّار   پھرتی ہے سروں پر یہ، دھڑوں پر ہے وہ سیّار
آندھی سی یہ آئی وہ بگولوں کی طرح سے
سر اڑ گئے سوکھے ہوئے پھولوں کیطرح سے

(۵۵)

شہتیر بنے ایسا تنوں سے ہوا پتجھڑ   کٹ کٹ گئے سر پھرتے ہیں رہوار لئے دھڑ
پھر پھر گئے منہ کھائے جو تلوار کے تھپّڑ   جانوں پہ بنی، اکھڑے قدم، مچ گئی بھگڈر
اسوار تھے فرّار پیادوں سے بھی آگے
پیدل تھے سواروں کے ارادوں سے بھی آگے

شفق ۵

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۵۶)

آیا کمکِ تازہ لئے شمر قضارا	افواج کی کثرت ہوئی رن بھر گیا سارا
دل بڑھ گئے بھاگے بھی پلٹ آئے دوبارا	سب مل کے اکیلے سے ہوئے معرکہ آرا
دو لاکھ کی یلغار ہوئی تشنہ دہن پر
ہر سمت سے حربے چلے دلبندِ حسنؑ پر

(۵۷)

ہر چند کہ دو روز کا پیاسا تھا وہ جرّار	تا دیر چلائی تھی جو شمشیر بہ تکرار
شانے تھے یہ شل ہاتھ سے اٹھتی نہ تھی تلوار	سب دنگ تھے قاسمؑ کی مگر دیکھ کے پیکار
لی جس کی خبر شیرِ گرسنہ نے جھپٹ کر
اس کی خبر آئی نہ جہنم سے پلٹ کر

(۵۸)

وہ دھوپ میں شدّت جو خطا کرتی تھی اوسان	لب چاٹتے تھے پیاس کا جاں کاہ تھا ہیجان
بے آب تھے اعصاب تو بے خون تھی شریان	تن میں تو نہ تھی جان لڑے جاتا تھا ایمان
تھا رعب یہ بیٹھا ہوا دشمن پہ جری کا
آگے سے کرے وار جگر تھا نہ کسی کا

(۵۹)

تھا دیر سے عَمرِ ازدی گھات میں بد ذات	تلوار چلی پشت سے سر شق ہوا ہیہات
تیورا گئے قاسمؑ تو رکے چلتے ہوئے ہاتھ	جب ہاتھ رکے سیکڑوں حربے چلے اک ساتھ
گر کر یہ پکارے کہ خبر لیجئے عمّو
گھیرے ہیں ستمگار مدد کیجئے عمّو

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۶۰)

سن کر یہ صدا دوڑے تڑپتے ہوئے سرورؑ   شمشیر بکف اکبرؑ و عباسؑ برابر
بڑھ بڑھ کے لڑا تھا جو جگر گوشۂ شبرؑ   تھیں بیچ میں افواجِ ستم دور تھا صفدر
حملہ ہوا شیروں کا ادھر تین طرف سے
اِس سمت کی صف جا ملی اُس سمت کی صف سے

(۶۱)

حملے سے ہوا شام کا لشکر متلاطم   ہلچل میں گرے پڑتے تھے آقا پہ ملازم
مخدوم کی چھاتی پہ چڑھے جاتے تھے خادم   بھاگڑ یہ ہوئی گھوڑوں تلے پس گئے قاسمؑ
بدلی جو چھٹی چاند حسنؑ کا نظر آیا
کچلا ہوا ٹاپوں سے بھتیجا نظر آیا

(۶۲)

قاسمؑ نہ تھے کچھ بکھری ہوئی ہڈیاں پائیں   تھیں داہنے سینے میں پھنسی پسلیاں بائیں
بائیں تو تھی مجروح کھلی آنکھ تھی دائیں   چاہا اٹھیں مجرے کو مگر ہچکیاں آئیں
آنکھوں سے سلامی دی سفر کر گئے قاسمؑ
سرور پہ گرا کوہِ الم مر گئے قاسمؑ

(۶۳)

شبیرؑ پہ کیا وقت ہے اے وائے مصیبت   ہے سامنے بکھری ہوئی بھائی کی امانت
چُنتے ہیں زنِ بیوہ کی چھٹکی ہوئی حسرت   قاسمؑ کو عبا پر ہیں لٹائے ہوئے حضرت
ہر پارۂ جاں جوڑ کے ہمراہ دھرے ہیں
ٹوٹا ہوا پیمانۂ دل جوڑ رہے ہیں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۶۴)

سروڑ نے جگر پاروں کی میّت سی بنا کے
کی چست ردا جسم سے ٹکڑوں کو ملا کے
ارمانوں کی پھولوں کی طرح لاش اُٹھا کے
رن سے چلے چھاتی سے بھتیجے کو لگا کے
سر بھائی کا اکبر ہیں بصد یاس سنبھالے
لٹکے ہوئے پیروں کو ہیں عباسؑ سنبھالے

(۶۵)

خیمے میں تلاطم ہے بپا حشر بپا ہے
فریاد و فغاں، نالۂ وشیون ہے بکا ہے
ماں بہنوں میں واقاسما کا شور مچا ہے
ہنگامۂ ماتم سے فلک ہلنے لگا ہے
زینبؑ درِ خیمہ پہ جو مغموم کھڑی ہے
بھاوج کو سنبھالے ہوئے کلثومؑ کھڑی ہے

(۶۶)

مسند پہ جو میّت شہِ والا نے لٹائی
اور جسم سے قاسمؑ کے ردا اپنی ہٹائی
ماں گر پڑی چلّا کے دہائی ہے دہائی
یہ کیسی مصیبت مرے حصّے میں ہے آئی
کیا کم مجھے افتاد تھی والی کے جگر کی
یہ پنکھڑیاں بکھیں جو میرے گلِ تر کی

(۶۷)

اے پھول کہ بھرپور کھلے تم نہ چمن میں
اے چاند، جو کامل نہ ہو آ جائے گہن میں
تصویرِ حسنؑ تم سے تھی اولادِ حسنؑ میں
بابا کے جگر پارے گئے تم نے لگن میں
اے لال خبر ماں کے کلیجے کی نہ لو گے
ٹکڑے نہ دلِ مادرِ مضطر کے گنو گے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۶۸)

دل میں غمِ اولاد سے پڑ جاتے ہیں چھالے　　اللہ وہ ماں کیسے کلیجے کو سنبھالے
دس سال رنڈاپے میں جو فرزند کو پالے　　جب پھیلنے والے ہوں جوانی کے اُجالے
ماں آس لگائے ہو کہ کب پالکی آئے
دن بیاہ کے ہوں لاش جواں لال کی آئے

(۶۹)

فروہ کی مگر قابلِ تحسین ہے ہمت　　دل خوں ہوا جاتا تھا مگر تھام کے رقت
کہتی تھی نہ پیٹو مری کام آ گئی دولت　　دیکھو تو ذرا چہرۂ قاسمؑ کی بشاشت
جس وقت اجل آئی تھی ہونٹوں پہ ہنسی تھی
ہنستے ہوئے چہرے پہ شہادت کی خوشی تھی

(۷۰)

فروہ کو مگر گھومتی دنیا لگی ساری　　تیورائی ہوئی لاش پہ گر کر یہ پکاری
قاسم تری ہنستی ہوئی صورت کے میں واری　　ماں روئی تو سب بیبیاں کرنے لگیں زاری
ہر پارۂ قاسم پہ فدا ہوتی تھی زہراؑ
منہ ڈھانپ کے پوتے کے لئے روتی تھی زہراؑ

(۷۱)

خاموش آخر غش میں ہیں سب درد کے مارے　　شبیرؑ کے پیارے ہوئے اللہ کو پیارے
گودی میں سمیٹے ہوئے قرآن کے پارے　　کرتی ہیں تجھے حضرت زہراؑ یہ اشارے
ہو سانحۂ درد رقم اور زیادہ
دے تجھ کو خدا زورِ قلم اور زیادہ

شفق ۵

Scanned with CamScanner